

○ ۶۱۸۱۶

خوش وحشتے کہ عرض جنون فن کروں ہوں گردِ راہ، جامنہ ہستی تب کروں
 گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا کلا کروں موجِ غبار سے پر یک دشت واکروں
 آ، اے بہارِ نازا کہ تیرے خرام سے دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پاکروں
 خوش اور فتادگی! کہ بہ صحراے انتظار ہوں جادہ، گردِ رہ سے نگہِ سرمہ سا کروں
 صبر اور یہ ادا کہ دل آدے اسیرِ چاک درد اور یہ کہیں کہ رہِ نالہ واکروں
 وہ بے دماغِ منتِ اقبال ہوں کہیں وحشتِ بددعِ سایہِ بالِ ہما کروں
 وہ التماسِ لذتِ بیدار ہوں کہ میں نینغِ ستم کو لپٹتِ خمِ التجا کروں
 وہ رازِ نالہ ہوں کہ بشرحِ نگاہِ عجز افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں
 لوں دامِ بختِ خفتہ سے، یک خوابِ خوش وگے
 غالبؔ! یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں م خیاباںِ خیاباںِ ارم دیکھتے ہیں
 کسو کو زِ خود رستہ کم دیکھتے ہیں کہ آہو کو پا پندِ رم دیکھتے ہیں

۱۔ خ = عرض جنون ہوا
 ۲۔ = خوش خرام
 ۳۔ = استن
 ۴۔ = لسن
 ۵۔ = ہم

○ ۶۱۸۱۶

خطِ لختِ دل یک قلم دیکھتے ہیں منزہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں
 دلِ آشفگ کا خیالِ کجِ دہن کے م سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں
 ترے سروِ قامت سے یک قد آدم م قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں
 تماشا کہ، اے محو آئینتہ داری! م تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
 سُرخِ لبتِ نالہ لے داغِ دل سے م کہ شبِ رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
 سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں اسد کو گرا زِ چشم کم دیکھتے ہیں
 کہ ہم بیضتہ طوطی بہت، غافل تیرا بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں
 * بنا کر فقیروں کا ہم بھیس، غالبؔ
 تماشاے اہلِ کرم دیکھتے ہیں م

ممتِ مردِ مک دیدہ میں سمجھو نہ نگاہیں م ہیں جمع، سویداے دلِ چشم ہیں، آہیں
 جوں مردِ مک چشم میں ہوں جمع، نگاہیں تو ایسے بہ بھرت کدہ داغ ہیں آہیں
 پھر حلقہٴ کاکل میں پڑیں دید کی لایں جوں دود، فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں

۱۔ خ = رعنا
 ۲۔ خ = بازی
 ۳۔ = خواہید حیرت کدہ
 * یہ شعر پہلی بار متن قیاسی درج ہوا
 = شبہ ہوتا ہے کہ یہ مطلع اس غزل کے آخری شعر مطلع ہے حسرت کش یک...
 ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ م میں اشاعت کے لیے صرف یہی مطلع انتخاب ہوا۔

پایا سر ہر ذرہ، جسگر گوشہ وحشت
ہیں داغ سے معمور، شقائق کی کلاہیں
کس دل پہ ہے عزم صفِ مژگانِ خود آرا؟
آئینے کے پایا سے اتری ہیں سپاہیں
دیو و حرم، آئینے تکرارِ تمنا
واماندگی شوق تراشے ہے پناہیں
یہ مطلع، اسد، جو ہر افسونِ سخن ہو
گر عرفِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں
حسرت کش یک جلوہ معنی میں نگاہیں
کھینچوں ہوں سویدارے دلِ چشم سے آہیں

جس جا کہ پائے سبیلِ بلادِ میاں نہیں
دیوانگیاں کو واں ہوسِ خانماں نہیں
کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول
برگِ جنا مگر مژدہ خوںِ فشاں نہیں
ہر رنگِ گردش، آئینے ایجادِ درد ہے
اشکِ سحاب، جز بوجودِ نزاں نہیں
جز عجز کیا کروں بہ تمنائے بے خودی
طاقتِ تریفِ سخنی خوابِ گراں نہیں
عبرت سے پوچھ درد پریشانی نگاہ
یہ گرد و ہم جز بسیر امتحان نہیں
گل، غنچگی میں غرقہ دریاے رنگ ہے
اے آگہی، فریبِ تماشا کہاں نہیں
برقِ بجانِ حوصلہ آتشِ فگن، اسد
اے دلِ فسرده! طاقتِ ضبطِ فغان نہیں

۱- غ = لبریز
۲- " = " جاے کہ
۳- " = " دیوانگانِ عزم کو سر
۴- " = " اے

مرگ شیریں ہوگی تھی کو کہن کی فکر میں
تھا، حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں
فرصتِ یک چشمِ حیرت، شش جہتِ آغوش ہے
ہوں سپندِ آسا، وداعِ انجن کی فکر میں
وہ غریبِ وحشتِ آبادِ تسلی ہوں جسے
کو پہ دے ہے خمِ دل، صبحِ وطن کی فکر میں
سایہ گلِ داغ و جوشِ نہمتِ گلِ موجِ دود
رنگ کی گری ہے تاراجِ چمن کی فکر میں
فالِ ہستی، خارِ خارِ وحشتِ اندیشہ ہے
شوخیِ سوزن ہے سامانِ پیرن کی فکر میں
غفلتِ دیوانہ، جز تمہیدِ آگاہی نہیں
مغزِ سر، خوابِ پریشانی ہے سخن کی فکر میں

مجھ میں اور مجھوں میں، وحشت سازِ دعا ہے، اسد
برگِ برگِ بید ہے ناخنِ زدن کی فکر میں

ہے ترجمِ آفریں، آرایشِ بیدار، یاں
اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانہ صیتا، یاں
ہے، گدازِ موم، اندازِ چکیدن ہائے خوں
نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فضا، یاں
ناگوارا ہے ہمیں، احسانِ صاحبِ دولتان
ہے، زگر گل بھی، نظر میں جو ہر فولاد، یاں
جنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار، وا
کمتریں مزدورِ سنگین دست سے، فرادیاں
دل لگا کر لگ گیا ان کو بھی تنہا بیٹھنا م
بارے اپنی بیکسی کی ہم نے پائی دادیاں

۱- غ = حسرت
۲- غ = " تبصیر
۳- " = " در نظر با
+ یہ شعر پہلی بار حاشیہ ق میں اضافہ کیا گیا

○ ۱۸۱۶ء

ہیں زوالِ آمادہ، اجزا آفرینش کے تمام مہر گردوں ہے چرخِ رگزارِ باد، یاں
قطرہ ہائے خونِ بسملِ زیبِ داناں ہیں اسد
ہے تماشا کردنی گلِ چینی جلدایاں

اے لو اسازِ تماشا، سرکف جلتا ہوں میں
شمع ہوں، لیکن بپا در رفتہ خارِ جستجو
ہے، ہمسایہ دستِ افسوسِ آتشِ لکیرِ تیش
ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ، ہر یکِ عضو تن
یک طرف جلتا ہے دل اور یک طرف جلتا ہوں میں
مدعا گم کردہ ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں
بے تکلف آپ پیدا کر کے لطف جلتا ہوں میں
ہوں پزیراغانِ دو آلی، صفِ بھفت جلتا ہوں میں
شمع ہوں، تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح
بے عمل، اے مجلسِ آراے نجف! جلتا ہوں میں

فتادگی میں قدمِ استوار رکھتے ہیں
برہنہ مستیِ صبحِ پہاں رکھتے ہیں
طلسمِ مستیِ دلِ آں سوئے ہجومِ سرِ رشک
ہمیں ہمیرِ شہرِ بابتِ سنگِ خلعت ہے
بہ رنگِ جاوہ، سر کو بے یار رکھتے ہیں
جنونِ حسرتِ یکِ جامہ دار رکھتے ہیں
ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں
یہ ایک پیرِ سن زرنکار رکھتے ہیں
گزشتہ کماں اثرِ انتظار رکھتے ہیں
نگاہِ دیدہ نقشِ قدم ہے جاوہِ راہ

* یہ شعر پہلی بار حاشیہ ق میں درج کیا گیا

○ ۱۸۱۶ء

ہوا ہے، گریہ بے باک، ضبط سے تسبیح
ہزار دل بہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں
بساطِ بیچ کسی میں برونکِ یکِ دلاں
ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں
برنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ
سرخِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں

جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے، غالب
بٹانِ دشت، دلِ پرُغب رکھتے ہیں

تن بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں
تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں
بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم
بزاہاں، رگ گردن، ہے رشتہ زُتار
معافِ بہیدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز
بہ رنگِ سبزہ، عزیزانِ بد زبان یک دست
دل زکارِ جہاں اوقادہ رکھتے ہیں
بہ عکسِ آئینہ، یک فردِ سادہ رکھتے ہیں
کہ داغِ دل بہ جبین کشادہ رکھتے ہیں
سربپاے بے ناہنہ ادہ رکھتے ہیں
دل بہ دستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں
ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں
زبان بستہ و چشم کشادہ رکھتے ہیں
وگر نہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

۱ - غ = سرشار
۲ - غ = برنگ
۳ - = سہ چیز بخشی رشتی و نیکی پر حرف
۴ - = سہ

بغفلتِ عطر گل، ہم آگھی مخمور کلتے ہیں
 پر لغانِ تماشا، چشمِ صدنا سو کلتے ہیں
 رہا کس ہرم سے میں بیقرار داغِ ہم طرحی؟
 سمنہ کو پر پروانہ سے کافر کلتے ہیں
 جن نامحرم آکا ہی دیدارِ خوباں ہے
 سحر گل ہائے نرگس چند چشم کو کلتے ہیں
 کجا بوہر؟ پچھلے خط و تباہِ وقتِ آرائی
 دل آئینہ زیرِ پائے خسیل مور کلتے ہیں
 تماشاے بہار آئینہ پر دارِ تسلی ہے
 کفِ گل برگ سے پائے دل بخود کلتے ہیں
 گراں جانی رنگِ سار و تماشاے داغِ آیا
 کفِ افسوسِ فرقتِ رنگ کو کھل کلتے ہیں
 اندھ سحر کش یک داغِ مشک اندوہ ہے یارب
 لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیکھو کلتے ہیں

ریشکِ اشفتہ سر تھا قطرہ زنِ شرکاں سجائے میں
 ہے یاں شوخیِ رفتار سے، پا آستانے میں
 ہجومِ مژدہ دیدار، پروازِ تماشا ہا
 گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلب، آشیانے میں
 ہوئی یہ بیخودی چشمِ وزباں کو تیرے جلوے سے
 کہ طوطی قفلِ زنگِ آلودہ ہے آئینہ خانے میں
 تے کوچے میں ہے مشاطہ و اماں زنگِ قاصد
 پرواز، زلفِ ناز ہے ہدہ کے شانے میں
 کجا معزولی آئینہ؟ کو ترکِ خود آرائی؟
 نمد و آب ہے اے سادہ چکارا اس ہمانے میں

۱- رخ = آئینہ پرواز تسکین
 ۲- = بچیب گل کف پائے
 ۳- = آلودہ

بچم بجز، ابرو سے مرہ تو حیرت ایما ہے
 کہ یاں گم گز جین سجدہ فرسا آستانے میں
 قیامت سے کہ سن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا
 تعجب سے وہ لولا "یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں؟"
 دلِ نازک پارس کے گم آتا ہے مجھے غالب
 م * ذکر گم اس کافر کی الفت آزانے میں
 فزوں کی دوستوں نے ترصِ قابلِ ذوق کشتن میں
 ہوئے ہیں بچہ ہائے زخم، جو ہر تیغِ دشمن میں
 ہمیں ہے زخم کوئی بچھے کے زخموں سے تن میں
 ہوئے تارِ اشک باں رشتہ چشمِ سوزن میں
 تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل
 سو داغِ مرہم، مردک ہے چشمِ سوزن میں
 دلِ دین و خرد، تارِ نازِ جلوہ پیرائی
 ہوا ہے جوہر آئینہ، خسیل مورِ نرمن میں
 نکو مش، مانج کے رطبی شورِ جنوں آئی
 ہو گئے خذہ اجاب، بچہ خیرتِ دامن میں
 ہوئی ہے مانجِ ذوقِ تماشا، خستہ ویرانی
 کفِ سیلاب باقی ہے رنگِ نبردِ وزن میں
 دلچسپِ خانہ بیداد کا دشہاے مژگاں ہوں
 لیکن نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خونِ تن میں
 یہاں کس سے ہو فلکِ گسری میرے شبستان کی؟
 شیبہ ہو، جو رکھ دیں پندہ دیواروں کے وزن میں
 جوئے اس ہروش کے جلوہ تمثال کے گگے
 پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روغن میں

۱- رخ = آستانے میں
 ۲- = بچہ خیرتِ دامن میں
 ۳- = لیکن نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خونِ تن میں
 ۴- = شیبہ ہو، جو رکھ دیں پندہ دیواروں کے وزن میں
 ۵- = جوئے اس ہروش کے جلوہ تمثال کے گگے
 ۶- = پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روغن میں
 ۷- = انتظار دل
 ۸- = لگایا خذہ نام صحیح نے بچہ
 ۹- = ہوئی تقریب شمع شوق دیدن خانہ ویرانی
 ۱۰- = یہ اشعار گل میں نہیں محرم میں موجود ہیں۔ شاید ۱۸۶۲ء تا ۱۸۶۰ء کسی وقت فکر کیے گئے ہوں گے
 + یہ شعر پہلے پہل حاشیہ ق میں اضافہ ہوا
 * یہ شعر پہلے پہل متن ق میں درج ہوا

○ ۶۱۸۱۶

نہ جانوں نیکوں یاد ہوں پر صحبتِ مخالف ہے م
 ہزاروں دل دیے خوش جنوں عشق نے مجھ کو م
 اسد زردانی تاثیرِ الفت ہے خوباں ہوں م

توں در جگر ہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں
 ہے دستِ زردیہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر
 میں چشمِ واکشادہ و گلشنِ نظر فریب
 تسلیم سے یہ نالہ موزوں ہوا حصول
 پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو
 سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا
 میں بے ہنر کہ جو ہر آئینہ تھا، عبت

میرا نیاز و عجز ہے مفتِ بتاں اسد
 یعنی کہ بندہ بہ درم ناخیزہ ہوں

ہو دے عشق سے دم سرد کشیدہ ہوں
 دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل
 شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دیدہ ہوں
 نچھائے جنوں میں دماغِ رسیدہ ہوں

عہ یہ اشعار پہلی بار گل میں درج ہوئے

○ ۶۱۸۱۶

کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف
 ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں
 ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج
 دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سر تپش
 ہے جنبشِ زباں بدہنِ سخت ناگوار

خونابہ ہلاہلِ حسرتِ چشیدہ ہوں
 جوں بوسے گل، ہوں گر چہ گراں بارِ شستِ زرد
 لیکن، اسد، بوقتِ گزشتنِ جریدہ ہوں

ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بجائے تیریں
 خیالِ سادگی ہے تصور، نقشِ حیرت ہے
 زبیں ہر شمع یاں آئینہ حیرت پرستی ہے
 پسند آسنگی ہستی وسی نالہ فرسائی
 ہجویم سادہ لوحی، پنبہ گوشِ حریفان ہے
 عرقِ ریتِ پیش ہیں، موج کے مانند زنجیریں
 پر عقابِ رنگِ فتنہ سے پہنچی ہیں تصویریں
 کرے ہیں غنچہ منقارِ طوطی نقشِ گل گیری
 خبارِ کودہ ہیں، جوں دردِ شمع کشتہ تقریریں
 و گردنِ خواب کی مضمحل ہیں افسانے میں تقریریں

۱- خ = مانند شاد، دستِ بندگان
 ۲- = کھینچے ہے
 ۳- = طازی
 ۴- = درختی تال ہے فسوں پنبہ درگوشی

○.....۶۱۸۱۶

بتان شوخ کی تمکین بعد از قتل کی حیرت بیاض دیدہ پنچیر پر کھینچے ہے تصویریں
اسد، طرز عروج اضطرابِ دل کو کیا کہیے
سمجھتا ہوں تپش کو الفتِ قاتل کی تاثیریں

بے دماغی، حیلہ جوئے ترک تنہائی نہیں
وحشی تو کردہ نظارہ ہے، حیرت جسے
قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ
چشمِ زرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہا
کس کو دوں یارب حساب سونہا کی ہائے دل؟
مت رکھو لے انجامِ غافل! سازِ مستی پر غور

سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسد

جوں صنوبر، دل سراپا قامت آرائی نہیں

ظاہر اسر پنچہ اُفتادگان گیر نہیں در نہ کیا حسرت کش دامنِ نقشِ پائ نہیں

۱۔ رخ = بسمل آہنگاں

۲۔ رخ = سمجھتے ہیں

۳۔ " = بونی

۴۔ " = مور کے پر ہیں

۵۔ " = دامان کی حسرت

○.....۶۱۸۱۶

انکھیں پھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ ہے زین از بس کہ سنگین جادہ بھی پیدا نہیں
ہو چکے ہم جادہ ساں صدا با قطع اور پھر ہنوز زینت یک پیر بن جوں دامنِ صحرا نہیں
ہو سکے ہے پردہ جو شیدنِ خونِ جگر اشکِ بیدِ ضبط، غیر از پیرہنہ مینا نہیں
ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ سیلانِ اشک؟ گردِ ساحل، سنگِ راہ جو شش دریا نہیں
ہے طلسمِ دہریں، حدِ حشر یادِ اششِ غل آگہی غافل کہ ایک امروز بے فردا نہیں

بیشمل اس تیغِ دو دوستی کا نہیں پختا، اسد

عاقبت پینار، فوقِ کعبتین اچھا نہیں

ضبط سے مطلب، بحر وار سنگی دیکر نہیں دامنِ تمثال، آبِ آئینہ سے تر نہیں
ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت عزتِ آبادِ صدف میں قیمت کو پر نہیں
باعثِ ایندہ ہے، برہم خوردنِ بزمِ سرور لختِ لختِ شیشہ لبشکستہ، جز نشتر نہیں
دالِ سیاہی مردک ہے، اوریاں دلغِ شراب مدِ حریفِ نازشیں ہم چشتی ساغر نہیں
ہے فلک بالانشینِ فیضِ خمِ گردیدنی عاجزی سے ظاہر ارتبہ کوئی برتر نہیں

۱۔ رخ = دتا ہنوز

۳۔ " = اے اسد ہے

۴۔ " = ہوتے ہیں لے قدر و درجہ وطن صاحبِ دلاں

۵۔ " = شیشہ ریزہ غیر عرضِ شوخی نشتر نہیں

۶۔ " = دالِ سیاہی ہے سوادِ مردک یاں داغ لے

+ یہ شعر پہلی بار حاشیہ ق میں بڑھایا گیا

دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتحِ الباب ہے یاں صریحاً غمِ غیر از اصطکاکِ در نہیں
 ہوئی ہے غم کی شیریں بیانی، کارگر م عشق کا، اس کو گماں ہم نے بانوں پر نہیں
 کب تلک پھیرے اس لب ہائے لفتہ پر زبان؟
 تابِ عرضِ تشنگی، اے ساقی کوثر، نہیں

ضمانِ جاہد رو یا نزن ہے خطِ جامِ نونشاں
 نہیں ہے ضبطِ بہترِ مشاطگی ہائے غمِ آرائی
 یہ نگامِ تصورِ ساغرِ زلف سے پیتا ہوں
 نشانِ رشقیِ دل نہاں ہے تیرو بختوں کا
 وگرنہ منزلِ حیرت کیا واقف ہیں دیوشاں؟
 کہ میلِ سرِ حشمِ دلغ میں بے آہِ خاموشاں
 مئے کیفیتِ خمیازہ ہائے صبحِ آغوشاں
 نہیں محسوس، دودِ مشعلِ بزمِ سیرِ پوشاں
 پریشانی، اسدِ در پر وہ ہے سامانِ جمعیت
 کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خسانہ بردوشاں

نہیں ہے بے سببِ قطرے کو ہر افسردن
 مہ نوسے ہے رہن وارانِ نعلِ داڑگوں بانڈھا
 خمارِ ضبط سے بھی نشہ اظہارِ پیدا ہے
 خرابِ آبادِ غربت میں جت افسوسِ دیوانی
 گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آمدن
 نہیں ممکن بچاؤں ہائے گردوںِ دخلِ پے بردن
 تراوشِ شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افسردن
 گلِ از شاخِ دورِ افتادہ ہے نزدیکِ پشردن
 یہ شعر پہلی بار متعلق میں درج ہوا

فغانِ واہ سے حاصلِ بجز دردِ سرِ یاراں خوشا! غفلتِ گاہاں نفسِ زردینِ دوزن
 درینا! بسنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل رہا پامالِ حسرتِ ہائے فرسشِ بزمِ گسردن
 اسد ہے طبعِ بجمورِ تمنا آفرینی ہا
 فغان! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن

دیکھتے مت چشمِ کم سے سُوے ضبطِ افسردگان
 گرمِ کلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بس کہ پر خ
 رنجشِ دلِ یک جہاں ویراں کرے گئی اے فلک
 ہاتھ پر ہو ہاتھ، تو درسِ تاسف ہی سہی
 جوں صدفِ پُر دریں دنڈاں و بکھرِ افسردگان
 قرصِ کافوری ہے مہر، از ہر سرِ ما خوردگان
 دشتِ ساماں ہے عبا رخِ خاطرِ آرزوگان
 شوقِ مفتِ زندگی ہے اے بغفلتِ مردگان
 خار سے گلِ سینہ افکارِ حقا ہے اے اسد
 برگِ ریزی ہے پرافشانیِ نازکِ خوردگان

سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن
 بس کہ شرمندہ بوسے خوشِ گلِ ریاں ہے
 ہے فروغِ رخِ افروختہ و خواباں سے
 لغم و جنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن
 نہکت گل کو ہے غنچے میں نفسِ دزدیدن
 شعلہ شمع، پرافشانِ بخود لرزیدن

۱- خ =
 ۲- = تاہم جنبشِ فرسوردنی

گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں، پیکانِ گرو غنچ ہے، سامانِ چمن بالیدن
چمن دہریں ہوں سبزہ بیگانہ، اسد
وایے! اے بے خودی و تہمتِ آرا میدن

صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے، گلزارِ چمن
ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں مہارِ چمن
بڑشکال گریہ عاشق ہے، دیکھا جا ہیے م
الفتِ گل سے غلط ہے، دعویٰ وارستگی م
تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار
بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست
وقت ہے، گریبل مسکین زلیخائی کرے
دوشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل، اسد
چشمِ دریا بار ہے میرا بس سوا کا چمن

منقار سے رکھتا ہوں، بہم چاکِ قفس کو تا گلِ زجگر زخم میں ہے راہِ نفس کو

۱۔ غ = اس موسم
+ یہ شعر پہلی بار حاشیہ ق میں بڑھایا گیا
۲۔ غ = دریا ریز

بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت سمجھا ہوں زہ جو ہر شمشیرِ عکس کو
رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی پھیڑونہ مجھ افسردہ دزدیدہ نفس کو
پیدا ہوئے ہیں ہم الم آباد جہاں میں فرسودنِ پاپے طلبِ دستِ ہوس کو
ناللاں ہو، اسد، تو بھی سیرِ راہ گزر پر
کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ ہوس کو

اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو ہلال، ناخنک دیدہ ہاے اختر ہو
بہ یادِ قامت، اگر ہو بلند آتشِ غم ہر ایک دلِ جگر، آفتابِ محشر ہو
شتم کشتی کا، کیا دل نے، حوصلہ پیدا اب اس سے ربط کروں جو بہت تمگر ہو
عجب تہیں پئے تخریرِ حالِ گریہ چشم بروے آبِ جواہر موجِ نقشِ مسطر ہو
امید وار ہوں، تاثیرِ تلخِ کامی سے کہ قندِ بوسہ ششیریں لبوں مگر ہو

صدف کی، ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت
سرسرشتکِ چشمِ اسد، کیوں نہ اس میں گوہر ہو

۱۔ غ = کہ سطحِ آب پر
۲۔ = اسد یہ گوشتِ چشمِ عنایت لے آقا
کہ یہ سرسرشتکِ چشمِ اوستادہ گوہر ہو
* یہ شعر پہلی بار متن ق میں درج ہوا

○ ۱۸۱۹ء

بے درد، سر بہ سجّہ الفت فرو نہ ہو
 دل و کف تغافل ابرو سے یار میں
 زلف خیال نازک و اظہار بے قرار
 تمثال ناز، جلوہ نیزنگ اعتبار
 مژگان خلیدہ رگ ابر بہار ہے
 عرض نشاط دید ہے، مژگان انتظار
 داں پر نشانِ دام نظر ہوں جہاں اسد
 صبح بہار بھی، نفس رنگِ دلونہ ہو

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرم تماشا ہو م
 ہم بالبدنِ سنگ و گل صحرا یہ چاہے ہے
 حریفِ محبت نازِ نسیمِ عشق جب آویں
 کہ چشم تنگ شاید کثرتِ نظار سے وا ہو
 کہ تارِ جاوہ بھی کسار کو زنا زمینا ہو
 کہ مثلِ غنچہ سازِ نیک گلستانِ دل مہیا ہو

۱- غ = در
 ۲- غ = سوئیپ
 ۳- = کہ شوق
 ۴- = جلوہ گرفتار اعتبار
 ۵- = سے حسد بمان ہے دل، عالم آب تماشا ہو
 ۶- = کیفیت
 ۷- =
 ۸- = ح

○ ۱۸۱۹ء

بجائے دانِ خرمین یک بنیاں بیفتہ قمری
 کسے کیا سا پیش وہ شہیدِ دردِ آگاہی؟
 بقدر حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی م
 وہ دل، جو شمع بہرِ عورتِ نظارِ آگاہی سے
 اگر وہ سرو قد، گرم خرام ناز آ جاوے م
 نہ دیکھیں روئے یک دل سرو غیر از شمعِ کافوری
 خدایا، اس قدر بزمِ اسد گرم تماشا ہو

مبادا! تے کلفتِ فصل کا برگ و لڑا کم ہو
 سببِ وارستگیاں کو تنگِ ہمت ہے، خداوند
 نہیں ہرزور و تسکینِ نکوش ہائے بیدرداں
 ہوئی ہے ناتوانی، بے مارغِ شوخیِ مطلب
 مگر طوفانِ ے میں پیچشِ موجِ صبا کم ہو
 اثرِ مرے سے اور لہے عاشق سے صد کم ہو
 کہ موجِ گریہ میں صد خندہ دندانِ نمانگ ہو
 فرو ہوتا ہے سر سجدہ میں لے ستِ عالم ہو

۱- غ = مجھے
 ۲- = تماشا رخ آگاہی
 ۳- = جنون عیش ہے یارب سروشانِ آزادی
 ۴- = کروں یک گوشہ دامن ترا گر آبِ ہفت دیا ہو
 ۵- = یعنی
 ۶- = اگر وہ سرو جانِ محبتِ خرامِ اترا آوے
 ۷- = خدایا! بزمِ غالب اس قدر گرم تماشا ہو
 ۸- = جیس میں در لباسِ سجدہ لے

تجھے ہم مفت دیوں یک جاں چین چین لیکن مباداے بیچتا ب طبع نقش مدعا گم ہو
 بلاگردان تمکین بتاں، صد موجہ گوہر عرق بھی جن کے عارض پر تہ تکلیف جیا گم ہو
 اٹھاوے کہ جان شرم تہمت قتل عاشق کی کہ جس کے ہاتھ میں مانند خون، رنگِ خاکم ہو
 کریں خروباں جو سیرِ حسن، اسد، یک پردہ نازک تر
 دم صبح قیامت، در گریبانِ قبا گم ہو

خشکی کے لئے تلفت کی سے کد سے کی آبرو کاسرے دریوزہ ہے، پیمانہ دستِ سبو
 بہر جاں پروردن یعقوب، بال چاک سے وام لیتے ہیں، پر پرواز، پیرا بن کی بو
 گردِ ساحل ہے نم شرم جبین آشنا گرتہ باندھے قلزم الفت میں نہرا جے کرو
 گرمی شوقِ طلب ہے عین تاپاکِصال غافلاں، آئینہ داں ہے، نقشِ پایے جستجو
 رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال ہے پر پرواز رنگِ رشتہ خون، گفتگو
 ہے تماشا، حیرتِ آبادِ تغافل ہاے شوق یک رگ خواب و سرسروشِ خون آرزو

نوعے شرم سرورِ بازاری، ہے سبیلِ خانماں
 ہے، اسدِ نقصان میں مفت اور صاحبِ سرباز تو

۱- رخ = سے کاسرے دریوزگا ہے جامِ بروستِ سبو

۲- = یقی ہے

اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ ہر طرح ہوں میں از خود رسیدہ
 گو، یاد مجھ کو کرتے ہیں خواباں لسیکن لسانِ دردِ کشیدہ
 ہے رشتہ جاں فطرت کشش سے مانند نبضِ دستِ بریدہ
 لڑتا ہے، افسوس! موئے خمِ زلف ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ
 خالِ سیاہ رنگینِ رُخاں سے ہے داغِ لالہ درخوںِ طپیدہ
 جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل سرتابہ پاہوں، جیبِ دریدہ

یارو، اسد کا نام و نشان کیا؟
 بیدل، فقیرِ آفتِ رسیدہ

توشا! طوطی و کُنجِ آشیانہ نہماں در زیرِ بالِ آئینہ خانہ
 سرشکِ برزمیں اُنتادہ آسا اٹھایاں سے نہ میرا آب و دانہ
 حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے زباں ہر چند ہو جسا دے زبانہ
 دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا لولے بربط و چنگ و چغانہ
 کرے کیا دعویٰ آزادیِ عشق گرفتارِ الم ہاے زمانہ

اسد، اندیشہ ششدر شدن ہے

نہ پھرے مہرہ ساں خانہ کجائے

○ ۶۱۸۱۶

رفتار سے شیرازہ اجڑاے قدم بانڈھ
بیکاری تسلیم، بہر رنگِ حمن ہے
اے جاگے، بسرِ ششہ یک ریشہ دویدن
حیرت، حدِ اقلیم تنناے پری ہے
پامرویک انداز نہیں قامتِ ہستی

دیباچہ و محنت ہے، اسد، شکوہ تو بیاں
خوں کردلِ اندیشہ و مضمونِ ستم بانڈھ

خلق ہے صفحہ عبرت سے سبق ناخواندہ
دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں
خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفتِ بیاں
کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہم دیگر سے
حیف! بے حاصلی اہلِ ریا پر، غالب

ورنہ ہے چرخِ وز میں، یک ورقِ گردانہ
موجِ نئے، مثلِ خطِ جام، ہے برجامانہ
ہے، سخن، گردِ زردانِ صنمیر افشانہ
ہے، ہر اک فرد، جہاں میں ورقِ ناخواندہ
یعنی ہیں ماندہ ازاں سودا زیں سودانہ

- ۱۔ رخ = آبلہ
۲۔ = حادہ
۳۔ = تا آئینہ
۴۔ = سے کہے میں زردل افسردگی بادہ کشاں
۵۔ = سے اے اسد و لے یہ بے حاصلی تو اہل ہوساں
۶۔ = ہرزہ

○ ۶۱۸۱۶

بس کہ مے پیتے ہیں، اربابِ فنا پور شیدہ
بہ غرور طرحِ قامت و رعنائی سرو
کی ہے واہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں
اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکتِ سماں
یاسِ آئینہ پیدائی استغنا ہے

واسطے فکرِ مضامینِ متین کے، غالب
چاہیے خاطر جمع و دلِ آرامیدہ

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئینہ م
حیرت، ہجومِ لذتِ غلطانی تپش
غفلت تا یہ بالِ جوہرِ شمشیر پر نشاں
حیرت نگاہِ برقی، تماشا بہارِ شوخ
یاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر

طوطی کو، کوششِ جہت سے، مقابل ہے آئینہ
سیما ببالش و کمرِ دل ہے آئینہ
یاں پشتِ چشمِ شوخی قابل ہے آئینہ
در پردہ ہوا پر بسمل ہے آئینہ
جوہرِ طلسمِ عقدہ مشکل ہے آئینہ

- ۱۔ رخ = سے بس کہ مے پینے لگے بادہ کشاں پور شیدہ
۲۔ = سے اے اسد بہر رم آموختنی ہا سے تپش
۳۔ = در کسوت
* یہ شعر پہلی بار متن ق میں درج ہوا

○ ۱۸۱۶ء

ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہِ گلِ آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئینہ
دل کار گاہِ فکر و اسد بے لوائے دل
یاں سنگِ آستانہ بیدل ہے آئینہ

بوشِ دل ہے مجھ سے حسنِ فطرت بیدل نہ پوچھ
پہن گشتن ہلے دل، بزمِ نشاطِ گردباد
آبلہ، پیمانہ اندازہ تشویشِ تھا
نئے صبا بالِ پری، نئے شعلہ سامانِ جنوں
یک مژہ بزمِ زونِ اختر و دو عالم فتنہ ہے
بزم ہے یک پنہ پینا، گداڑ ربط سے

تا تخلص جامعہ مشنگرفی ارزانی، اسد

شاعری بزم سازِ درویشی نہیں حاصل نہ پوچھ

جزو دل سراغِ درد بدلِ نعتِ کمال نہ پوچھ
پروازِ یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے
آئینہ عرضِ کر، خط و حالِ بیاں نہ پوچھ
گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیان نہ پوچھ

۲۔ خ = قطرہ

۱۔ خ = نشہ ہے

۳۔ = ترز عافیت

○ ۱۸۱۶ء

ہے سبزہ زار، مہر درو دیوارِ غم کدہ م
ہندوستان سایہ گلِ پائے تخت تھا
تو مشقِ ناز کر، دل پرواز ہے بہار
غفلت متاعِ کفہ، میزانِ عدل ہوں
ہر داغِ تازہ یک دلِ داغِ انتظار ہے
تا چارہ بکھی کی بھی حسرت اٹھائیے م
کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ

دردِ جدائی اسد اللہ خاں نہ پوچھ

ضبط سے بچوں مروک، اسپند اقامت گیر ہے
آشیاں بند بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل
ہے جہاں فکرِ کشیدن ہائے نقشِ رُوئے یار
وقتِ حسنِ افزوی زینتِ طرازاں جالے گل
مجر بزمِ فسردن، دیدہ پنخیر ہے
یاں پر پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے
ماہِ تابِ ہالہ پیرا، گروہِ تصویر ہے
ہر نہالِ شمع میں اک غنچہ بگل گیر ہے

۱۔ خ = ناز بہار رفتہ ۲۔ خ = عین ۳۔ خ = ہیں

۴۔ = کہتا تھا کل وہ نامہ رساں سے بسوز دل

۵۔ = ضبط سے اسپندوں مردم اقامت گیر ہے

۶۔ = از نہالِ شمع پیدا غنچہ

۷۔ = یہ شعر پہلی بار حاشیہ ق میں اضافہ کیا گیا

۸۔ = یہ شعر پہلی بار متن میں درج ہوا